

زکوٰۃ کی رقم سے غریب کی بچی کی شادی کروانا

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک خاندان جو کرائے کے مکان میں رہتا ہے اور ان کے پاس ضروریات زندگی کا بھی کم سامان ہے، 50 ہزار ماہانہ آمدنی کے باوجود وہ بس گزارہ ہی کر رہے ہیں اور ان کے پاس کوئی خاص جمع پونجی یا مال موجود نہیں ہے۔ اب اس خاندان کی ایک بیٹی کی شادی ہے جس کے اخراجات وہ اٹھانے سے قاصر ہیں، کیا زکوٰۃ کے پیسوں سے اس بچی کی شادی کروائی جاسکتی ہے؟

جواب

پوچھی گئی صورت میں زکوٰۃ کی رقم سے شادی کروانا اگر اس طور پر ہو کہ وہ رقم خود ہی براہ راست شادی کے اخراجات مثلاً ہال وغیرہ کی بھنگ، براتیوں کی ضیافت، سجاوٹ یا کیکٹرینگ وغیرہ پر خرچ کر دی جائے تو یہ درست نہیں، اس طرح زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی؛ کیونکہ زکوٰۃ میں مستحق کو مالک بنانا شرط ہے اور اس صورت میں کسی مستحق کو مالک بنانا نہیں پایا گیا۔ تاہم اگر زکوٰۃ کی رقم اس بچی کو یا اس کے والد یا سرپرست کو دے دی کہ اگر وہ چاہے تو اس سے شادی کے اخراجات کر لے، تو اس صورت میں زکوٰۃ ادا ہو جائے گی بشرطیکہ جسے زکوٰۃ کی رقم دی وہ مستحق زکوٰۃ ہو یعنی وہ غیر ہاشمی ہو اور اس کے پاس ساڑھے باون تولہ (یعنی 612.36 گرام) چاندی یا اس کی مالیت کی مقدار دین سے فارغ اور حاجت اصلیہ سے زائد مال نہ ہو۔ یوں ہی اگر زکوٰۃ کی نیت سے اس بچی کو جہیز کا سامان خرید کر دیا یعنی اسے مالک بنا دیا اور وہ مستحق زکوٰۃ تھی تو جتنی اس سامان کی مالیت تھی اس قدر زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ یاد رہے کہ اگر وہ بچی یا جسے زکوٰۃ کی رقم یا سامان دے رہے ہیں، وہ خود مالک نصاب ہے تو بہر صورت زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔

ملک العلماء علامہ ابو بکر بن مسعود کا سانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (سال وفات: 587ھ/1191ء) لکھتے ہیں:

”وقد أمر الله تعالى الملاك بإيتاء الزكاة لقوله عز وجل: ﴿وَأْتُوا الزَّكَاةَ﴾ [البقرة: 43] والإيتاء هو التملك، ولذا سمي الله تعالى الزكاة صدقة بقوله عز وجل ﴿إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ﴾ [التوبة: 60] والتصدق تملك فيصير المالك مخرجا قدر الزكاة إلى الله تعالى بمقتضى التملك سابقا عليه“

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے مالداروں کو زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَأْتُوا الزَّكَاةَ﴾ اور ایٹاء (دینا) تملیک (یعنی کسی کو مالک بنا دینا) ہی کو کہتے ہیں؛ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کو صدقہ کا نام دیا، ارشاد ربانی ہے: ﴿إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ﴾ اور صدقہ کرنا تملیک ہی ہوتا ہے۔ پس مال کا مالک زکوٰۃ کی مقدار مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکالنے والا ہوتا ہے، تملیک کے اُس تقاضے

کے ساتھ جو اس (ادائیگی) سے پہلے واقع ہو چکا ہوتا ہے۔ (بدائع الصنائع، کتاب الزکاة، فصل رکن الزکاة، جلد 2، صفحہ 454، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (سال وفات: 1340ھ/1921ء) لکھتے ہیں:

”ان رکنها التملیک من فقیر مسلم لوجه الله تعالیٰ من دون عوض“

ترجمہ: زکوٰۃ کا رکن کسی مسلمان فقیر کو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر بغیر کسی معاوضے کے (زکوٰۃ کے مال کا) مالک بنا دینا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد 10، صفحہ 70، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (سال وفات: 1367ھ/1948ء) لکھتے ہیں: ”زکوٰۃ شریعت میں اللہ (عزوجل) کے لیے مال کے ایک حصہ کا جو شرع نے مقرر کیا ہے، مسلمان فقیر کو مالک کر دینا ہے اور وہ فقیر نہ ہاشمی ہو، نہ ہاشمی کا آزاد کردہ غلام، اور اپنا نفع اس سے بالکل جدا کر لے۔... مباح کر دینے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی، مثلاً فقیر کو بہ نیت زکوٰۃ کھانا کھلا دیا زکوٰۃ ادا نہ ہوئی کہ مالک کر دینا نہیں پایا گیا، ہاں اگر کھانا دے دیا کہ چاہے کھائے یا لے جائے تو ادا ہوگئی، یوں بہ نیت زکوٰۃ فقیر کو کپڑا دے دیا یا پہنا دیا ادا ہوگئی۔“ (بہار شریعت، جلد 1، حصہ 5، صفحہ 874، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (سال وفات: 1340ھ/1921ء) لکھتے ہیں: ”مصرف زکوٰۃ ہر مسلمان حاجت مند ہے جسے اپنے مال مملوک سے مقدار نصاب فارغ عن الحوائج الاصلیہ پر دسترس نہیں، بشرطیکہ نہ ہاشمی ہو نہ اپنا شوہر نہ اپنی عورت... اور نصاب مذکورہ پر دسترس نہ ہونا چند صورت کو شامل: ایک یہ کہ سرے سے مال ہی نہ رکھتا ہو، اسے مسکین کہتے ہیں، دوم: مال ہو مگر نصاب سے کم، یہ فقیر ہے، سوم: نصاب بھی ہو مگر حوائج اصلیہ میں مستغرق، جیسے مدیون... بالجملہ مدار کار حاجت مندی بمعنی مذکور پر ہے، توجو نصاب مزبور پر دسترس رکھتا ہے، ہرگز زکوٰۃ نہیں پاسکتا۔“ (فتاویٰ رضویہ، جلد 10، صفحہ 109-110، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

علامہ ابوالبرکات عبد اللہ بن احمد نسفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (سال وفات: 710ھ/1310ء) لکھتے ہیں:

”ویجوز دفعها إلی من یملك أقل من النصاب وإن کان صحیحاً مکتسباً“

ترجمہ: اور زکوٰۃ ایسے شخص کو دینا جائز ہے جو نصاب سے کم مال کا مالک ہو، اگرچہ وہ تندرست اور کمانے والا ہو۔ (الکافی فی شرح الوافی، کتاب الزکاة، باب المصروف، جلد 2، صفحہ 303، دارالمنہاج القویم، دمشق)

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (سال وفات: 1340ھ/1921ء) لکھتے ہیں: ”عوض زر زکوٰۃ کے محتاجوں کو کپڑے بنا دینا، انہیں کھانا دے دینا جائز ہے اور اس سے زکوٰۃ ادا ہو جائے گی، خاص روپیہ ہی دینا واجب نہیں، مگر ادا نے زکوٰۃ کے معنی یہ ہیں کہ اس قدر مال کا محتاجوں کو مالک کر دیا جائے۔“ (فتاویٰ رضویہ، جلد 10، صفحہ 70، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں: ”زکوٰۃ میں روپے وغیرہ کے عوض بازار کے بھاؤ سے اس قیمت کا غلہ مکا وغیرہ محتاج کو دے کر بہ نیت زکوٰۃ مالک کر دینا جائز و کافی ہے، زکوٰۃ ادا ہو جائے گی، مگر جس قدر چیز محتاج کی ملک میں گئی بازار کے بھاؤ سے جو قیمت اس کی ہے

وہی مجرا ہوگی، بالائی خرچ محسوب نہ ہوں گے۔“ (فتاویٰ رضویہ، جلد 10، صفحہ 69-70، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (سال وفات: 1421ھ/2000ء) لکھتے ہیں: ”مستحقین زکوٰۃ کو زکوٰۃ یا فطرہ دیا جائے تو ادا ہوگا، ان کے علاوہ کسی اور کو دیا جائے تو ادا نہ ہوگا۔ نیز یہ بھی شرط ہے کہ وہ ہاشمی نہ ہوں، نیز یہ بھی شرط ہے کہ زکوٰۃ و فطرہ ان کو اس طرح دیا جائے کہ وہ مالک ہو جائیں، ان کو مالک بنائے بغیر ان پر صرف کیا جائے تو زکوٰۃ و فطرہ ادا نہ ہوگا۔ درمختار میں ہے:

”ویشترط أن يكون الصرف تملیكا لإباحة ولا یصرف إلى بناء نحو مسجد وتكفین میت

(یعنی شرط یہ ہے کہ مال زکوٰۃ کا خرچ کرنا بطور تملیک ہو، نہ کہ بطور اباحت، اور اسے مسجد وغیرہ کی تعمیر یا میت کو کفن دینے میں صرف نہیں کیا جاسکتا۔)“ اس سے ظاہر ہو گیا کہ زکوٰۃ و فطرہ کی رقم سے اگر کسی کی شادی کرادی گئی یا کپڑے بنوادیں گے تو زکوٰۃ ادا نہ ہوئی، ہاں یہ کر سکتے ہیں کہ تخمینہ لگا کر اتنے روپے جتنے شادی میں خرچ ہوں گے، ان کو دے دیا جائے اور مالک بنا دیا جائے کہ وہ جو چاہیں کریں، کوئی ان پر پابندی نہ عائد کی جائے، یا سامان خرید کر، کپڑے خرید کر ان کو دے دیا جائے اور مالک بنا دیا جائے کہ وہ جو چاہیں کریں، خواہ اسے استعمال کریں یا فروخت کریں یا کسی اور کام میں صرف کریں۔“ (فتاویٰ جامعہ اشرفیہ، جلد 7، صفحہ 160-161، جامعہ اشرفیہ مبارک پور) فتاویٰ بریلی شریف میں ہے: ”بے حیلہ و تملیک فقیر خرچ کرنے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی اور اگر وہ مستحق زکوٰۃ ہو تو اس بچی کو رقم زکوٰۃ دے کر مالک بنا دیں، اب وہ شادی میں خرچ کر سکتی ہے یا وہ آپ کو رقم زکوٰۃ واپس دے دے، اجازت دے دے کہ اس سے شادی میں صرف کرے تو کر سکتے ہیں، اس طرح زکوٰۃ بھی ادا ہو جائے گی اور ثواب بھی ملے گا۔“ (فتاویٰ بریلی شریف، صفحہ 88، زاویہ پبلشرز، لاہور)

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتویٰ نمبر: FAM-1132

تاریخ اجراء: 6 شوال المکرم 1447ھ/26 مارچ 2026ء



Darul-Ifta Ahlesunnat (Dawat-e-Islami)

دارالافتا اہلسنت
DARUL IFTA AHLISUNNAT



www.fatwaqa.com



daruliftaahlesunnat



DaruliftaAhlesunnat



Darul-ifta AhleSunnat



feedback@daruliftaahlesunnat.net